حدیث اور توہین صحابہؓ

سوال: بخاری (کتاب الانبیاء) میں حضرت ابن عباس کی روایت کا ایک حصہ یہ ہے وان اناسا من اصحابی یؤخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقول انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم الی قولہ الحکیم۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن "میرے بعض اصحاب" کو بائیں طرف سے گرفتار کیا جائیگا تو میں کہونگا (انہیں کچھ نہ کہو) یہ تو میرے اصحاب ہیں، یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا کہ تیری وفات کے بعد یہ لوگ الٹی چال چلے۔ اس کے بعد میں حضرت عیسیٰ کی طرح کہونگا کہ خداوندا! جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے اعمال کا نگران رہا لیکن جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا رقیب تھا۔

اس روایت سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین اور تحقیر مترشح ہوتی ہے۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جنہیں مجرم کی حیثیت سے فرشتے قیامت کے دن بائیں طرف سے گرفتار کریں گے اور یہ کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں سرور دو عالم کی وفات کے بعد آپ کے طریقہ کو چھوڑ کر غلط روش اختیار کی۔

اصحاب سے مراد جناب کے صحابہؓ ہی ہیں اس کے قرائن یہ ہیں۔

۱۔ لفظ اصحاب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جنہوں نے آپ کی زندگی میں ایمان کے ساتھ آپ کا تعاون کیا اور آپ کی رفاقت اختیار کی انہیں اصحاب کا لقب دیا گیا۔

۲۔ ایک روایت میں خود حضور صلعم نے تصریح فرمائی ہے کہ اے جماعت صحابہ! تم میرے اصحاب ہو اور جو اہل ایمان تمہارے بعد آنے والے ہیں، ہمارے اخوان ہیں۔

۳۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت، بزرگی اور منقبت کے سلسلہ میں جو روایات آئی ہیں ان میں بھی اصحاب کا اطلاق صحابہ کرام پر ہے۔ اصحابی کالنجوم تو مشہور حدیث ہے۔

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احتجاج پر فرشتے جواباً عرض کریں گے کہ "آپ کے جدا ہو جانے کے بعد ان لوگوں نے آپ کے طریقہ کو چھوڑ دیا اور اپنی طرف سے نئے طریقے ایجاد کر لیے۔ حدیث لا تدری ما احدثوا بعدک (مشکوٰۃ) کے الفاظ اس پر شاہد ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے تو یہ لوگ آپ کے وفادار ساتھی کی طرح آپ کے دین کے پیروکار رہے لیکن جوں ہی آپ نے اس عالم ناسوت کو چھوڑا تو انہوں نے پھر دین میں رخنے ڈالنے شروع کیے۔

۵۔ پھر آنجناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معذرت فرمائیں گے۔

ان قرآنی الفاظ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ معاملہ حضور کے اصحاب کا ہے۔

جواب۔ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الانبیاء میں دو جگہ ابن عباس کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ ایک باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً میں۔ دوسرے باب واذکر فی الکتاب مریم میں۔ اس کے علاوہ اسی مضمون کی متعدد احادیث انہوں نے کتاب الرقاق۔ باب فی الحوض میں انس بن مالک، سہل بن سعد، ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے نقل کی ہیں۔ ان سب کو جمع کرنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) یہ معاملہ ان لوگوں سے متعلق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اصحاب کے زمرے میں شمار ہوتے تھے، مگر آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم (یہ آپ کے جدا ہونے کے بعد الٹے پلٹ گئے تھے اور پلٹے رہے۔ یعنی مرتد ہونے کے بعد پھر انہوں نے توبہ نہ کی)۔ دوسری روایت میں ہے کہ انھم ارتدوا علی اعقابھم القھقریٰ، (وہ الٹے پھر گئے تھے یعنی جس کفر سے آئے تھے اسی کی طرف واپس چلے گئے)۔

(۲) یہ معاملہ ان لوگوں سے بھی متعلق ہے جنہوں نے حضور کے عہد میں اسلام تو قبول کر لیا تھا، مگر بعد میں بری روش اختیار کر لی، چنانچہ متعدد روایات میں ہے کہ لاتدری ما احدثوا بعدک، اور انک لا علم لک بما احدثوا بعدک (آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا)۔

دونوں صورتوں میں معاملہ بعض اصحاب سے متعلق ہے نہ کہ تمام اصحاب سے۔ ظاہر ہے کہ حضور کے زمانے میں جن لاکھوں آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ آپ کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے مگر انہی میں سے کچھ لوگ